Quarterly

Marifat-e-Islam

(Research Journal)

Volume 2, Issue 8

Title:

سامی مذاہب میں سیرت النبی ﷺ کے نقوش

Author(s):

محمد حسیب احمد اوشیؔ

Published on:

Jan – Mar 2020

سیرت نمبر

Publisher:

ون نیس مسلم، پاکستان

Marifat-e-Islam

Haseeb Ahmad

INTERNET ARCHIVE

سامی مذاہب میں سیرت النبی ﷺ کے نقوش

محمد حسیب احمد اوشیؔ

Muhammad Haseeb Ahmad Oushi

مذہب کا لفظی معنیٰ "باندھنا، راستہ، طریقہ"[1] ہے۔ انگریزی میں اس کے لیے "Religion" استعمال ہوتا ہے جس کا مادہ لاطینی لفظ "Religio" سے ماخوذ ہے۔[2] لفظی حوالے سے بات کریں تو مذہب اتحاد اور ہم آہنگی کا قاعدہ ہے کوئی بھی اصول جو ہمیں بحیثیت مجموعی باہم باندھتا ہے، وہ مذہب ہے۔ صاحب "تاج العروس" علامہ مرتضیٰ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے مذہب کے معنیٰ کو مختصر اور جامع انداز میں بیان کیا ہے۔ آپ اس کی لغوی معنیٰ کے پیش نظر لفظ کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

"من الْمجَاز: المِذْهَبُ: (المعْتَقَدِ الَّذِي يُذهَب إِلَيْه) وذَهَبَ فلانٌ لِذَهَبِه أَي لِمَذْهَبِه الَّذِي يَذْهَب فِيهِ. (و) المِذْهَب (: الطَّرِيقَةُ) يُقَال: ذَهَبَ فلانٌ مَذْهَباً حَسَناً، أَي طَرِيقَة حَسَنَةً، (و) المِذْهَبُ (الأَصْلُ)"[3]

"مجازی طور پر مذہب سے مراد وہ عقیدہ ہے جس کی طرف کوئی جاتا ہے مثال کے طور پر فلاں اپنی جگہ کی طرف گیا یعنی اپنے مقام کی طرف جس طرف اسے جانا تھا، اور مذہب سے مراد راستہ ہے، کہا جاتا ہے کہ فلاں نے اچھا مذہب اختیار کیا یعنی اس نے اچھا راستہ اختیار کیا اور مذہب کا معنیٰ اصل یا بنیاد بھی ہے۔"

یعنی یوں کہنا درست ہے کہ مذہب کسی راستے اور طریقے کو کہا جاتا ہے ایسا راستہ و طریقہ جسے انسان اپنے نفع کے لیے اختیار کرتا ہے اور اس کی پیروی میں لگ جاتا ہے۔ اس کی جمع "مذاہب" ہے۔

مذہب محض عقیدہ ہی نہیں بلکہ طرزِ عمل بھی ہے، صرف یقین کلی ہی نہیں بلکہ شعار بھی ہے، صرف ایمان ہی نہیں بلکہ ارکان کی ادائیگی بھی ہے، مذہب کے معنیٰ میں کہا جا سکتا ہے کہ مذہب میں ساری انسانی شخصیت ملوث ہے۔ تاہم مذہب کا مفہوم یہ ہے کہ مذہب ان ہدایات اور احکام کا نام ہے جو اس کے ماننے والوں کے لیے رائج کی جاتی ہیں۔

ڈیورانٹ ڈریک نے مذہب کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

"دل اور ارادے کی ترتیب، جس کے ذریعہ انسان اعلیٰ ترین چیزوں پر غور و فکر تک آیا اور زندگی کے سطحی پہلوؤں اور حادثات سے بالاتر اندرونی طمانیت کے ساتھ زندگی گزارتا ہے، اس کی اندرونی نوعیت کے اعتبار سے ہم اسے روحانیت کہتے ہیں، جب یہ خارجی صورتوں اور بصیرتوں میں مجسم ہوتا اور ساری برادریوں کے درمیان پھیلتا ہے تو ہم اسے مذہب کہتے ہیں۔"(4)

محمد مظہر الدین صدیقی مذہب کے بارے میں لکھتے ہیں:

"مذہب کل زندگی ہے نہ کہ زندگی کا ایک شعبہ۔"(5)

مفکرین نے مذہب کی متعدد تعریفات کی ہیں جن میں سے ایک مغربی مفکر رابرٹ ایچ تھولس نے بھی نقل کی ہے چنانچہ اس کا کہنا ہے:

"مذہب نام ہے اس محسوس عملی تعلق کا جو کسی ایک یا متعدد مافوق الفطری وجود یا وجودوں پر اعتقاد کی صورت میں کسی فرد کا اس سے یا ان سے قائم ہوتا ہے۔"(6)

اسی طرح پروفیسر وائیٹ ہیڈ (White Head) کا کہنا ہے:

"A system of general truths which have the effect of transforminf character when they are sincerely held and vividly apprehended."(7)

"مذہب ان صداقتوں کے مجموعے کا نام ہے جو انسانی کردار میں انقلاب پیدا کر دیں، بشرطیکہ انہیں خلوص کے ساتھ قبول کیا جائے اور بصیرت کے ساتھ سمجھا جائے۔"

انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن میں مذہب کی اس انداز سے وضاحت کی گئی ہے:

"Religion is a complex of doctrines and practices and intititions. It is a statement of belief, in gods and God."(8)

"مذہب عقائد، عمل اور ارادوں کا ایک مجموعہ ہے۔ یہ ایک یا متعدد خداؤں پر ایمان کا اظہار ہے۔"

مشہور عالم نفسیات پروفیسر جیمز ایچ لیوبا نے اپنی ایک تصنیف میں مذہب کی مختلف تعریفات نقل کی ہیں جو مذہب کے کسی نہ کسی ضروری جزو پر حاوی ہیں۔ ان تعریفات میں سے چند اہم تعریفیں درج ذیل ہیں:

1. مذہب نام ہے اس احساس کا جو کسی مقدس، بالاتر اور ان دیکھی ذات کا وجود انسان کے قلب و دماغ میں پیدا کرتا ہے۔
2. مذہب نام ہے ایک ازلی اور ابدی حقیقت پر ایمان لانے کا جس کی حیثیت اور ارادہ انسانی منشا اور ارادے سے بالاتر ہے اور جس کا تعلق انسان کی زندگی کے ساتھ بہت گہرا ہے۔
3. مذہب ایک روحانی اور نفسی حاسہ ہے جس کی بنیاد یہ عقیدہ ہے کہ انسان اور کائنات میں باہم دیگر ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔
4. مذہب نام ہے ان مافوق الفطرت قوتوں کی رضاجوئی کا جو انسانی زندگی پر حکمران ہیں۔
5. مذہب نام ہے اس جستجو کا جو انسان زندگی کے حقیقی مقاصد کے ادراک کے لیے کرتا ہے۔[9]

مذکورہ بالا تعریفات پر گہری نظر ڈالی جائے تو یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ کوئی تعریف بھی مذہب کے جامع تصور پر حاوی نہیں ہے بلکہ مذہب کے کسی ایک پہلو کو ظاہر کرتی ہے۔ تاہم اسلامی نقطہ نظر سے اگر تعریف کی جائے تو کہا جاسکتا ہے کہ مذہب ان ہدایات اور احکام کا نام ہے جو وقتاً فوقتاً اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء علیہم السلام کے ذریعے اپنے بندوں کے لیے بھیجے۔ جن پر گامزن ہو کر انسان اس دنیا اور آخرت کی زندگی سنوار سکتا ہے گویا مذہب انسان کی روح اور جسم کی تمام اقتصادات کو پورا کرنے کا نام ہے۔

تقسیم مذاہب عالم

انسان کے مذہبی افکار کی تشکیل ایک عرصہ دراز سے جاری ہے اور اسلام سے ماقبل مذہبی تصورات میں مسلسل ارتقا اور اصلاح ہوتی رہی ہے۔ کسی زمانہ میں ایسا نہیں ہوا کہ انسان کے معاشرے، سیاست اور علمی ترقیوں کا اثر مذہبی افکار پر نہ ہو یا قوموں کے میل جول اور تہذیبوں کے امتزاج سے ایک مذہب نے دوسرے مذہب کا اثر نہ قبول کیا ہو۔ تاہم مذہب نے نوعِ انسانی کی ترقی میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس نے معاشرے کو مذہبی رجحانات، عقائد و تصورات، اخلاقی ضوابط، سماجی قوانین، رسومات اور فلسفہ وغیرہ مہیا کیا، تلاشِ حق اور حصولِ ذاتِ الٰہی کی بنیادیں استوار کیں ہیں۔ زندگی کو پاکیزہ نظم و ضبط اور رفعت و بلندی عطا کر کے معاشرے کو منظم کیا ہے۔ یہ نظریات و رجحانات دنیا میں پائے جانے والے ہر مذہب کے ماننے والوں میں پائے جاتے ہیں۔ ان مذاہبِ عالم کی تقسیم باضابطہ کی جائے تو ان میں دو قسمیں ظاہر ہوتی ہیں یعنی بنیادی طور پر مذاہب کی دو اقسام ہیں:

(ا) سامی مذاہب

(۲) غیر سامی مذاہب

سامی مذاہب کو ابراہیمی مذاہب یا الہامی مذاہب بھی کہا جاتا ہے یعنی ایسے مذاہب جن کی بنیاد کسی الہامی کتاب پر ہو۔ عصری تناظر میں یہی اصل الاصول "اہل کتاب" کہلاتے ہیں۔ ان میں وہ تمام مذاہب شامل ہیں جو من جانب اللہ تعالیٰ نازل کئے گئے جبکہ غیر سامی مذاہب کی فہرست میں وہ تمام مذاہب شامل ہیں جنہیں الہامی ہونے کی حیثیت حاصل نہیں ہے۔ مثلاً کنفیوشس، زرتشت مت، ہندومت، جین مت، سکھ مت، بدھ مت، شنتومت وغیرہ سبھی غیر سامی مذاہب میں شامل ہیں۔

الہامی و غیر الہامی مذاہب

الہامی مذاہب سے مراد وہ ادیان ہیں جو "خدا" اس کے "رسول" اور ان کے لائے ہوئے پیغامات اور کتابوں (صحف، سماویہ) پر یقین رکھتے ہیں۔ الہامی مذاہب میں یہودیت، عیسائیت اور اسلام شامل ہیں۔ الہامی مذاہب سامی نسل سے تعلق رکھتے ہیں اس لیے انہیں سامی مذاہب بھی کہا جاتا ہے۔ شیخ احمد دیدات فرماتے ہیں:

> "سامی مذاہب میں اسلام، عیسائیت اور یہودیت داخل ہیں لیکن اس کے ہرگز یہ معنیٰ نہیں کہ ان مذاہب اور خصوصاً اسلام کا عقیدہ صرف سامی نسل کے لوگوں تک محدود رہا یا سامی نسل کی برتری پر مبنی ہے کیونکہ اسلام کی تعلیم سامی نسل کی تخصیص یا برتری کے بجائے اصول مساوات کی آئینہ دار ہے۔"(10)

غیر الہامی مذاہب سے مراد وہ ادیان ہیں جو اپنی تعلیمات اور عقائد کو خدائے وحدہ لاشریک کے تابع نہیں سمجھتے بلکہ انسانوں کے اپنے وضع کردہ ہوں۔ الہامی مذاہب کے علاوہ باقی تمام مذاہب غیر الہامی مذاہب ہیں جن میں ہندومت، بدھ مت، جین مت، سکھ ازم، مجوسیت وغیرہ سب غیر الہامی مذاہب ہیں۔ انہیں غیر سامی مذاہب بھی کہا جاتا ہے۔

سامی مذاہب اور سیرت نبوی ﷺ

مذاہب عالم کی مختصر تقسیم سے واضح ہو چکا ہے کہ سامی مذاہب ایسے مذاہب ہیں جن میں ایک خدا اور اس کے پیغمبروں پر ایمان و اعتقاد پایا جاتا ہے تاہم عصر حاضر کے ادیان و مذاہب کا جائزہ لیا جائے تو ان میں یہودیت، مسیحیت اور اسلام کو سامی مذہب ہونے کی حیثیت حاصل ہے۔ اس تناظر میں دیکھا جائے تو نبی آخر الزماں، خاتم النبیین ﷺ کی سیرت کے نقوش اسلام کے ماقبل دونوں ادیان میں پائے جاتے ہیں، جہاں نبی دو کے ماننے والوں

کو آپ ﷺ کے بارے میں نہ صرف بتایا گیا بلکہ انہیں آپ ﷺ کے شمائل و خصائل کے متعلق بھی آگہی فراہم کی گئی۔ مزید برآں ہر مذہب کے پیشواؤں کو آپ ﷺ کی فتح و نصرت کا پابند کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ"(11)

"اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمّہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں"

یہ آیت مبارکہ اس بات کی مکمل وضاحت کرتی ہے کہ سیدنا رسول اللہ ﷺ کی سیرت اور شمائل کے متعلق انبیاءِ سابقین علیہم السلام کے پاس واضح علم موجود تھا جس کی بنا پر انہوں نے عہد و پیمان کیا تھا۔ سامی مذاہب کی مذہبی کتب کا مطالعہ کیا جائے تو کئی ایسے مقامات ملتے ہیں جہاں انبیاء سابقین علیہم السلام نے اپنے ماننے والوں کو آپ ﷺ کی سیرت کے نقوش کی آفتاب کی روشنی سے میں واضح آگہی بہم پہچائی جیسا کہ قرآن کریم میں اشارہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ"(12)

"جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے آدمی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے۔"

مطلب یہ کہ نبی کریم ﷺ کی بعثت سے ماقبل ہی آپ ﷺ کے نقوشِ سیرت ہر خاص و عام پر اس قدر واضح کر دیئے گئے تھے کہ بارگاہِ الٰہیہ میں مقبولیت سمجھتے ہوئے اپنی سخت مہمات کی کشائش میں آپ ﷺ کو ذریعہ بنایا کرتے تھے۔ چنانچہ یہودیوں کے بارے میں قرآن کریم میں ہے:

"وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا"(13)

"اور اس سے پہلے اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔"

چنانچہ یہود کہا کرتے تھے "اللَّهُمَّ افْتَحْ عَلَيْنَا وَانْصُرْنَا بِالنَّبِيِّ الْأُمِّيِّ"[14] یعنی اے اللہ نبی اُمی کے توسّل سے ہمیں فتح و نصرت عطا فرما۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کس قدر نقوشِ سیرت النبی ﷺ سے آشنا تھے۔ یہی وجہ تھی کہ سامی مذاہب کے ماننے والوں میں سے بہت سے اہل کتاب آپ ﷺ پر ایمان لائے اور دین محمدی میں شامل ہو گئے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق ارشاد فرمایا:

"الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ أُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ"[15]

"وہ لوگ جو پیروی کرتے ہیں اُس رسول کی جو نبی اُمیّ ہے کہ جن کو لکھا ہوا پاتے ہیں اپنے ہاں تورات اور انجیل میں، وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں اُن پر حرام کرے گا اور ان پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جو ان پر تھے اتارے گا تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اُترا وہی بامراد ہوئے۔"

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ کی سیرت کے ایسے نقوش جنہیں اہل کتاب اپنی مقدس کتب میں پاتے تھے ان کی بنا پر ہی آپ ﷺ پر ایمان لائے اور آپ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری میں دین اسلام کو تہہِ دل سے قبول کیا۔ سیرت النبی ﷺ کے نقوش کا امم سابقہ میں ذکر دیکھا جائے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کی واضح مثال پیش کی ہے جسے قرآن کریم نے یوں بیان کیا ہے، ارشاد فرمایا:

"وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ"[16]

"اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوا اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔"

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو صراحتاً اسم گرامی کی وضاحت کرتے ہوئے آپ ﷺ کے بارے میں آشنائی کروائی اور انہیں آپ ﷺ پر ایمان لانے کی تلقین کرتے ہوئے آپ ﷺ کے شمائل

وخصائل کا تفصیلی بیان دیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بیان کردہ نقوشِ سیرت کو عہد نامہ جدید میں یوں نقل کیا گیا ہے:

"اور میں نے شروع میں تم سے یہ باتیں اس لئے نہ کہیں کہ میں تمہارے ساتھ تھا، مگر اب میں اپنے بھیجنے والے کے پاس جاتا ہوں اور تم میں سے کوئی مجھ سے نہیں پوچھتا کہ تو کہاں جاتا ہے؟ بلکہ اس لئے کہ میں نے یہ باتیں تم سے کہیں تمہارا دِل غم سے بھر گیا۔ لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لیے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہیں آئے گا لیکن اگر جاؤں تو اُسے تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ اور وہ آکر دنیا کو گناہ اور راست بازی کی عدالت میں قصوروار ٹھہرائے گا۔ گناہ کے بارے میں اس لئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لاتے۔ راست بازی میں اس لئے کہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے، عدالت کے بارے میں اس لئے کہ دنیا کا سردار مجرم ٹھہرایا گیا، مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہے مگر اب تم اُن کو برداشت نہیں رسکتے، لیکن جب وہ روحِ حق آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا، اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن کو کچھ سُنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا،"(17)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بیان کردہ مذکورہ نقوش کو اگر ہم نبی کریم ﷺ کی سیرت میں دیکھیں تو یہی عادات واطوار اور خصائص وشمائل آپ ﷺ کی زندگی اور مقاصد میں ملتے ہیں، چنانچہ اوّلین تو یہ کہ سلسلہ نبوت میں آپ ﷺ ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد تشریف لائے اور اس کے بعد کوئی نبی ظلی یا بروزی نبی اس دنیا میں نہیں آیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آپ ﷺ کی بعث سے سلسلہ نبوت کا ہی اختتام ہو گیا، قرآن کریم میں ہے:

"مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ"(18)

"محمّد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے آخری۔"

ثانیاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آپ ﷺ کے بارے میں فرمایا کہ دنیا میں گناہ اور ناانصافیوں کا دور دورہ ہو گا اور انہی حالات میں ایک فرستادہ آئے گا جو لوگوں کو گناہوں سے نجات دلائے گا اور عدل وانصاف کو قائم کرے گا چنانچہ نقوشِ سیرت کا مطالعہ کیا جائے تو آپ ﷺ کی ذات بالا صفات ہی ایسی ذات ہے جو شرک وناانصافی

کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں مبعوث کی گئی، جنہوں نے انسانیت ظلم و جبر سے نکال کر عدل وانصاف کے بلند میعار کو قائم کیااور گناہوں کی معافی کاذریعہ اور وسیلہ بنے جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کارشاد ہے:

"هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ"(19)

"وہی ہے جس نے اَن پڑھوں میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب وحکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بیشک وہ اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے۔"

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

"وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا"(20)

"اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔"

ثالثاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ بھی بیان کیا کہ وہ آنے والا لوگوں کو سچائی کی راہ دکھائے گا، انہیں حق اور سچ کی تعلیم دے گا اور ان کے اعمال کی اصلاح کرے گا چنانچہ آپ ﷺ کے نقوشِ سیرت اس کی عظیم مثال پیش کرتے ہیں کہ اعلانِ نبوت سے ماقبل ہی آپ ﷺ کو معاشرے میں صادق اور امین کے القابات سے یاد کیا جاتا رہا اور آپ ﷺ کے صدق وامانت کی مثالیں پیش کی جاتی تھیں، یونہی آپ ﷺ نے معاشرے میں فسق وفجور کا خاتمہ کر کے حسنِ عمل کو حیاتِ جاوداں بخشی، آپ ﷺ کی صدقِ قول و فعل کی تعلیمات کے بارے میں قرآن کریم میں ہے، ارشاد فرمایا:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ"(21)

"اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو، تمہارے اعمال تمہارے لئے سنوار دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔"

رابعاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو اس بارے میں بھی خبر دی ہے آنے والے رسول کی

خصوصیات میں سے ہو گا کہ وہ اپنی من مرضی یا اپنی جانب سے کوئی بات نہیں ہیں گا بلکہ وہ جو کہے گا، جب کہے گا، جیسا کہے گا سب اللہ تعالیٰ کی منشاء و مرضی سے کہے گا چنانچہ بائبل میں بیان کی گئی اس خصوصیت کو بھی ہم نبی اکرم ﷺ کی سیرت کے نقوش میں بعینہٖ پاتے ہیں کہ آپ ﷺ کا کلام، گفتگو، قول سب من جانب اللہ ہے جس میں ذرہ برابر بھی نفس کا عمل دخل نہیں ہے، قرآن کریم میں آپ ﷺ کی خصوصیت کا یوں ذکر کیا گیا ہے، ارشاد فرمایا:

"وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى"(22)

"اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے، وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔"

یعنی آپ ﷺ اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں فرماتے، جو فرماتے ہیں وحی الٰہی ہوتی ہے۔

خامساً حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو اپنے بعد آنے والے رسول کے متعلق یہ بات بھی بتائی کہ وہ تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا یعنی مستقبل میں پیش آنے والے واقعات اور ایسی باتیں جو انسانی آنکھ سے اوجھل ہیں یا جن چیزوں کے علم تک انسان کی رسائی نہیں ہے وہ آنے والا ان سب کے بارے میں بھی بتائے گا چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے زمانے میں مستقبل کی خبروں کا علم بیان کیا جن میں قیامت کی نشانیاں اہم ترین ہیں اس کے علاوہ اور جنتیوں کے جنت جانے تک، دوزخیوں کے دوزخ جانے اور اس بعد کے حالات، حتیٰ کے عالمِ غیب کی بہت سی انسانی علوم و معارف سے ماورا خبریں بیان کیں جن کا ذکر احادیث نبویہ میں کثرت سے ملتا ہے۔ قرآن کریم میں آپ ﷺ کی اس خصوصیت ذکر یوں کیا گیا ہے، ارشاد فرمایا:

"وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ"(23)

"اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔"

مذکورہ بالا تفصیل بائبل کی ایک عبارت پر تھی اسی طرح سامی مذاہب کی کتب مقدسہ میں بھی نقوشِ سیرت کے ہی پہلو واشگاف ہوتے ہیں۔ الغرض انبیاء سابقین علیہم السلام نے آپ ﷺ کے جن نقوشِ سیرت کا ذکر اپنے زمانے کے لوگوں میں کیا انہیں عہد رسالت میں باحسن انداز میں موجود دیکھا گیا۔ تاہم سامی مذاہب کی کتب مقدسہ میں مزید کئی مقامات پر نقوش سیرت کا تذکرہ موجود ہے جیسا کہ عہد عتیق (عہد نامہ قدیم) میں استثنا کی کتاب میں ہے:

"خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے یعنی تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا، تم اس کی سننا۔۔۔ میں اُن میں سے اُن ہی کی مانند ایک نبی برپا

کروں گا اور جو کچھ میں حکم دوں گا وہی وہ ان سے کہے گا، اور جو کوئی میری ان باتوں کو جن کو وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ سنے تو میں ان کا حساب لوں گا۔"[24]

استثنا کی اس آیت سے جن نقوش سیرت کی نشاندہی ہوتی ہے وہ حسب ذیل ہیں:

- آنے والا نبی، بنی اسرائیل کے بھائیوں میں مبعوث کیا جائے گا۔
- آنے والا نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مانند ہو گا۔
- آنے والے نبی کی اطاعت واجب ہے۔
- آنے والا نبی وہی بولے گا جو وحی الٰہی ہو گا اپنی جانب سے کچھ نہیں کہے گا۔
- وہ احکامات الٰہیہ بیان کرے گا یعنی صاحب شریعت ہو گا۔
- جو اس کا انکار کرے گا اس پر عتاب الٰہی نازل ہو گا۔

یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بنی اسرائیل سے خطاب تھا جس میں انہوں نے ایک ایسے نبی کے نقوشِ سیرت کے متعلق آگہی دی جو بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے ہو گا، تاریخی روایات کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کی ابتداء حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی جن کے ہاں پیرانہ سالی میں دو بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام تولد ہوئے۔ تاہم حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد مرورِ زمانہ کے ساتھ بنی اسرائیل کے نام سے موسوم ہوئی، روایات کی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کے بھائی اولادِ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی ہیں کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاں ان دو کے علاوہ کوئی تیسرا بیٹا نہیں تھا۔ استثنا کی اس آیت میں بھی بنی اسرائیل کے بھائی بنی اسماعیل کا ذکر کیا گیا ہے، تاریخی روایات اس بات کی بھی شاہد ہیں کہ بعثت انبیاء بنی اسرائیل میں ہی ہوئی تاہم نبی کریم ﷺ کے علاوہ کوئی اور نبی یا رسول بنی اسماعیل میں نہیں مبعوث کئے گئے جس سے واضح معلوم ہوتا ہے کہ استثنا کی کتاب میں آپ ﷺ کی بعثت کی پیشین گوئی کی جا رہی ہے۔ مزید یہ بھی واضح ہوتا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نقوشِ سیرت النبی ﷺ کا پرچار کرتے ہوئے بنی اسرائیل کو آپ ﷺ پر ایمان لانے کی وصیت کر رہے تھے۔

مزید یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مانند "صاحب شریعت"، "صاحب ہجرت"، "صاحب جہاد"، "صاحب ازدواج" ہو گا چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور نبی کریم ﷺ کی حیات کے شب و روز کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ نبی رحمت ﷺ ہی وہ نبی ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مانند ہیں کہ آپ ﷺ کی نئی شریعت دی گئی، آپ ﷺ نے ہجرت کی، موسیٰ علیہ السلام کی مانند راہِ حق میں جہاد کیا اور موسیٰ علیہ السلام کی مانند

صاحبِ ازدواج بھی ہوئے۔ اسی طرح اگر عہد جدید کا بھی مطالعہ کیا جائے تو اس میں بھی نقوش سیرت النبی ﷺ کا تذکرہ ملتا ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے ایک خطاب میں فرمایا:

"اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو گے، اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے گا۔"(25)

اس خطاب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نقشِ خاتم النبیین کو واضح کیا اور بتایا کہ میرے بعد کو انسانیت کا دوسرا مددگار آئے گا وہ ابد الاباد تک دنیا و دین مددگار ہو گا اور اس کے بعد کسی اور مددگار کی ضرورت نہیں رہے گی یعنی آپ ﷺ خاتم النبیین ہوں گے اور آپ ﷺ کا دین سامی مذاہب میں خاتم الادیان کہلائے گا۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشن گوئی کے مطابق دنیا کے دوسرے مددگار یعنی جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی بعثت ہوئی تو آپ ﷺ کو عالمگیر نبوت کے عطا ہونے کے ساتھ خاتم النبیین فرمایا گیا اور آپ ﷺ نے جس ابراہیمی مذہب کو متعارف کروایا اسے عالمگیر مذہب قرار دیا گیا جو تا قیام قیامت انسانیت کی نجات و کامیابی کا مذہب اور خاتم الادیان سماویہ ہے۔

حوالہ جات

1. وارث سرہندی، علمی اُردو لغت، علمی کتب خانہ، لاہور، ۱۹۷۶ء، ص ۱۳۶۵

2. Online Etymology Dictionary, Religion, Retrived at July 31, 2019, www.etymonline.com

3. زبیدی، محمد بن محمد، تاج العروس من جواہر القاموس، دارالہدایۃ، بیروت، س ن، ج ۲، ص ۴۵۰

4. مہاپتر، امولیہ رنجن، فلسفۂ مذاہب، (یاسر جواد)، فکشن ہاؤس، لاہور، ۱۹۹۸ء، ص ۱۶

5. صدیقی، محمد مظہر الدین، اسلام اور مذاہب عالم، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۲۰۱۴ء، طبع یازدہم، ص ۲

6. Robert W. Crapps, Introduction to the Psychology of Religion, CUP Archive, 1971, p 4

7. Muhammad Iqbal, Sir, The Reconstruction of Religious Thoughts in Islam, Dodo Press, UK, 1930, p1

8. E. Royston, Encyclopedia of Religion and Religious, The World Publishing Company, New York, 1958, p346

9. چیمہ، غلام رسول، پروفیسر، مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ، چوہدری غلام رسول اینڈ سنز پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۲ء، ص ۴۷

10. احمد دیدات، کنفیوشس، زرتشت اور اسلام، مشتاق بک کارنر، لاہور، س ن، ص ۷

11. اٰل عمران:۸۱

12. البقرۃ:۱۴۶

13. البقرۃ:۸۹

14. رازی، محمد بن عمر، مفاتیح الغیب، داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ۱۴۲۰ھ، ج ۳، ص ۵۹۸

15. الاعراف:۱۵۷

16. الصف:۶

17. یوحنا ۱۶:۴۔۱۴

18. الاحزاب:۴۰
19. الجمعۃ:۲
20. النساء:۶۴
21. الاحزاب۷۰،۷۱
22. النجم:۳،۴
23. التکویر:۲۳
24. استثنا۱۸:۱۵۔۲۰
25. یوحنا۱۴:۱۵،۱۶